REGD. NO. L.5254

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "
خطبہ نمبر ۵ "

ٹرنک نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ
عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل ربوہ

خطبہ نمبر ۳۸

یوم چہارشنبہ

فی پرچہ ایک آنہ نئے پیسے (سابقہ) ۱۰ نئے پیسے

۱۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳۸۱ھ

جلد ۵۰/۱۵ || ۲۷ تبوک ۱۳۴۰ ہش || ۲۷ ستمبر ۱۹۶۱ء || نمبر ۲۲۳

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

نسخہ ۲۵ ستمبر بوقت ۱۱ بجے دن

کل حضور کو اعصابی ضعف کی شکایت رہی۔ شام کے قریب درد نقرس اور حرارت ہوگئی جس کے باعث نیند بے چین رہی۔ اس وقت طبیعت ویسی ہی ہے۔ — احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو اپنے فضل سے شفائے کامل و عاجل اور کام والی لمبی زندگی عطا فرمائے آمین اللّٰھم آمین۔

پاکستان کے نئے آئین میں بنیادی حقوق برقرار رکھے جائیں گے

کراچی بار ایسوسی ایشن میں صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کی تقریر

کراچی ۲۶ ستمبر۔ صدر محمد ایوب خاں نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان کے نئے آئین میں بنیادی حقوق برقرار رکھے جائیں گے۔ آپ نے کہا کہ بنیادی حقوق بے حد اہمیت رکھتے ہیں، اس لئے یہ ضمانت حاصل کرنا ضروری ہے کہ ملک میں کوئی ایسا قانون نہ بنایا جائے۔ جو بنیادی حقوق کے منافی ہو — صدر نے کل نیچ لگژری ہوٹل میں کراچی بار ایسوسی ایشن کے سالانہ عصرانے سے خطاب کرتے ہوئے کہا میں ایک ایسا آئین تیار کرانا چاہتا ہوں جس کی روح اسلامی ہو جس پر عمل درآمد آسان ہو جس کے نفاذ کے بعد کوئی الجھن پیدا نہ ہو۔ جو اتحاد استحکام اور سلامتی کو فروغ دے۔ اور جس کے تحت ملک کے غریب سے غریب آدمی کو یہ موقعہ ملے کہ اگر اس میں صلاحیت ہو تو وہ ملک کا اعلیٰ ترین منصب بھی حاصل کر سکے۔

صدر مملکت نے کہا مجھے امید ہے کہ میں نئے آئین کی خاص باتوں کا نومبر میں اعلان کر دونگا جس کے بعد اس کا مسودہ تیار کرنے کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ صدر نے توقع ظاہر کی کہ پروگرام کے مطابق آئندہ بجٹ پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے گا جو نئے آئین کے نفاذ کے بعد قائم ہوگی۔

ہمیں ایک ایسے فلسفہ کی ضرورت ہے جو پاکستان کو جدید ترقی پسند متحد اور طاقتور بنادے

کراچی میں بحریہ کے افسروں سے صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں کا خطاب

کراچی ۲۶ ستمبر۔ صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے ایک ایسے فلسفہ کی ضرورت پر زور دیا ہے جو اسلام کے پرچم تلے اسلام کو جدید، ترقی پسند، متحد اور طاقتور بنادے۔ آپ نے کہا کہ پاکستان کی اہم پالیسیوں کی بنیاد عوام کے روحانی اور نفسیاتی اتصال، پاکستان کی سالمیت اور پاکستانی معاشرہ کی تعمیر نو پر رکھی جاتی ہے۔ صدر ایوب کل صبح پی۔ این۔ ایس کارساز میں پاک بحریہ کے افسروں سے خطاب کر رہے تھے۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ ملک کو کئی مختلف مسائل درپیش ہیں اور حکومت ان مسائل کو حل کرنے کے لئے کئی ترقیاتی اور تعمیر نو کے پروگراموں پر عمل کر رہی ہے۔ صدر ایوب نے اپنی تقریر میں ان عوامل کو واضح کیا جو اس فلسفہ کا خاکہ تیار کرتے ہیں۔

بنیادی اور خاندانی قوانین میں فرق

کراچی ۲۶ ستمبر۔ صدر ایوب نے کل یہاں کہا کہ مسلمانوں کے خاندانی قوانین کو ملک کے بنیادی قوانین سے خلط ملط نہ کریں۔ اگر خاندانی قوانین میں کوئی ایسی بات ہے جسے لوگ

جو واقعی پسند نہیں کرتے۔ تو آئندہ پارلیمان میں عوامی نمائندے ان میں ترمیم کر سکتے ہیں۔ صدر نے کہا کہ کسی خاص طبقے کو اس قسم کے اختیارات کی اجارہ داری نہیں ہونی چاہیئے۔

مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس کی صحت کے متعلق اطلاع

لاہور ۲۶ ستمبر (بذریعہ فون) مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس کا پرسوں ڈاکٹر افتخار صاحب نے اپنڈے سائٹس کا اپریشن کیا تھا جو بفضلہ تعالیٰ کامیاب رہا۔ تاہم پرسوں درد کی وجہ سے نیند نہیں آئی۔ کمزوری اور بے چینی بھی تھی۔ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت آہستہ آہستہ سنبھل رہی ہے۔ درد میں کافی کمی ہے۔ رات بفضلہ تعالیٰ نیند آگئی تھی۔ احباب جماعت صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص توجہ اور درد کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں۔

مسیح علیہ السلام کی ہجرت کا مصر کے آثار قدیمہ سے ایک نئے ثبوت کا انکشاف

قبطی انجیل کی دریافت اور اس کے مندرجات پر شیخ عبدالقادر صاحب کا مقالہ

ربوہ — مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۶۱ء کو ½۵ بجے شام مجلس مذاکرہ علمیہ جامعہ احمدیہ کے زیر اہتمام جامعہ کے ہال میں فاضل اناجیل مکرم شیخ عبدالقادر صاحب لائل پوری نے "مصر کے آثار قدیمہ سے ایک نئی انجیل کی دریافت" کے زیر عنوان ایک معلوماتی مقالہ پڑھا جس میں آپ نے نو دریافت شدہ اس قدیمی انجیل کا تعارف کرانے کے بعد اس کے مندرجات پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور ثابت کیا کہ اس میں صاف اور واضح الفاظ میں فلسطین سے مسیح علیہ السلام کی ہجرت کا ذکر موجود ہے۔

اس اجلاس کی صدارت مجلس علمی کے قائم مقام نائب صدر مکرم محمد شفیق صاحب قیصر نے کی۔ اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی۔ جو جامعہ کے ایک طالب علم اشتیاق احمد صاحب

(باقی)

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب بغرض علاج ہسپتال میں داخل ہو گئے

احباب صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے خاص توجہ سے دعائیں جاری رکھیں

زیورک (سوئٹزرلینڈ) سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر علاج کی غرض سے مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۶۱ء سے وہاں ہسپتال میں داخل ہوگئے ہیں۔ احباب جماعت اللہ تعالیٰ کے حضور خاص طور پر دعائیں کرتے رہیں کہ وہ اپنے فضل سے محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ اور آپ صحت و عافیت کے ساتھ واپس تشریف لائیں۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کی

خطبہ جمعہ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ

کامیابی حاصل کرنیکے لئے ضروری ہے کہ انسان تذلّل اور انکسار اختیار کرے

یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص صحیح رنگ میں جدوجہد کرے اور پھر اُسے ناکامی ہو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۶ نومبر ۱۹۳۶ء - بمقام محمود آباد سندھ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ ایک غیر مطبوعہ خطبہ جمعہ ہے۔ جسے صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ

قد افلح المومنون الذین
ھم فی صلوٰتھم خاشعون

اس کے بعد فرمایا۔
دنیا پر کئی لوگ

شکوہ کیا کرتے ہیں

کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوتے اور ان کی محنتیں ضائع چلی جاتی ہیں۔ ایسے لوگ ہمیں دنیوی کام کرنے والوں میں بھی دکھائی دیتے ہیں۔ اور دینی کام کرنے والوں میں بھی دکھائی دیتے ہیں۔ دنیوی زندگی کو مطمح نظر قرار دینے والوں سے بھی بعض شکوہ کیا کرتے ہیں۔ کہ ان کے کاموں کا انفرادی یا قومی رنگ میں کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ اور دینی کام کرنے والوں میں سے بھی بعض لوگ شکوہ کیا کرتے ہیں کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں استطاعت پر حج بھی کرتے ہیں ذکر الٰہی بھی کرتے ہیں۔ سچائی اور دیانت سے بھی کام لیتے ہیں۔ لیکن وہ ان کا کوئی غیر معمولی اثر اپنے اندر محسوس نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انہی ناکامیوں کے پیش نظر بعض گر بیان فرمائے ہیں۔ جن کو مدنظر رکھنے سے انسان دینی و دنیوی طور پر کامیاب و بامراد ہو جاتا ہے۔

اور وہ اس کے

کاموں کا صحیح نتیجہ

پیدا ہونے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قد افلح المومنون الذین
ھم فی صلوٰتھم خاشعون

وہ مومن کامیاب ہو گئے۔ جو اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع سے کام لیتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے خیالات کی تردید کی ہے۔ جو کہتے ہیں کہ ہم کام تو کرتے ہیں مگر ہمیں ملتا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے صحیح رنگ میں جدوجہد کرے۔ اور پھر اسے ناکامی حاصل ہو۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک

مخلص اور مومن بندے

کا ایمان تقاضا کرتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کسی انعام کے لالچ میں نہ کرے بلکہ عبودیت کو اپنے فرائض منصبی میں شمار کرے۔ مگر اس کے یہ معنی بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کسی اچھے نتیجہ کی امید نہ رکھی جائے۔ جس بات سے روکا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت ٹھیکہ کے طور پر نہ کی جائے کہ جتنا انعام ملے گا اتنی ہی ہم عبادت کریں گے۔ وہ عالم الغیب ہستی ہے انسان کو چاہیئے کہ اپنا معاملہ اس پر چھوڑ دے۔ اور صدق دل سے اس کی عبادت کرتا چلا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ جس رنگ میں چاہے گا اسے اپنے انعامات سے حصہ عطا فرما دے گا۔ ورنہ اگر خدا تعالیٰ سے کسی ثواب کی امید ہی نہ رکھی جائے۔ تو دین ایک

عبث اور رائیگاں

چیز بن جاتی ہے۔ غرض خدا تعالیٰ نے اس آیت میں مومنوں کو امید دلائی ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ سے اچھے نتائج کی امید رکھنی چاہیئے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ ایک شخص مومن ہو۔ اور پھر کامیاب نہ ہو۔

قد افلح المومنون کا

لفظی ترجمہ یہ ہے

کہ مومن کامیاب ہو گئے۔ اس رنگ میں الفاظ اسی وقت استعمال کئے جاتے ہیں۔ جب کوئی بات یقینی اور قطعی ہو۔ جیسے اگر کوئی شخص سفر پر ہو اور گھبرا کر پوچھے کہ ابھی منزل مقصود کتنی دور ہے۔ تو دوسرا کہتا ہے کہ بس ہم پہونچ ہی گئے ہیں۔ گویا اب شبہ والی بات نہیں۔ اسی طرح جب کوئی یقین دلا دیتا ہے۔ کہ وہ فلاں کام ضرور کر دے گا۔ اور اس میں شبہ کی گنجائش نہیں۔ تو وہ کہتا ہے کہ بس یہ کام ہوا سمجھو۔ یہ محاورہ پنجابی میں بھی اسی طرح استعمال ہوتا ہے۔ کہ اب گویا اسے حاصل شدہ چیز سمجھو۔ اسی طرح قد افلح المومنون میں اشارہ ہے کہ تم مومنوں کو بس کامیاب ہوا سمجھو۔ اور یاد رکھو کہ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ مومن کا مستقبل ماضی کی مانند یقینی ہوتا ہے۔ پھر بتایا کہ ایسے

مومنوں کی ایک علامت

یہ ہے کہ وہ نمازوں میں خشوع و خضوع کرتے ہیں۔ خاشع کے معنے عام طور پر یہ کئے جاتے ہیں کہ جو نمازوں میں گریہ و زاری کرے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ معنے درست ہیں۔ مگر خاشع کے صرف یہی معنے نہیں بلکہ اس کے علاوہ اور بھی کئی معنی ہیں۔

اسی طرح صلوٰۃ سے مراد خالی دعا نہیں کیونکہ وہ تو تکلیف کے وقت ہوتی ہے یہاں خصوصیت سے نماز کا ذکر ہے۔ کہ وہ نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ درحقیقت عربوں میں صلوٰۃ کا لفظ عام ہے جو صرف عبادت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ خواہ وہ اس شکل میں ہو جیسے مسلمانوں میں عبادت کا رواج ہے یا کسی اور شکل میں ہو۔ جیسے عیسائیوں یا یہودیوں کی نماز ہے۔ قرآن کریم میں

صلوٰۃ سے مراد

بالعموم عبادت ہی ہوتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ فرمایا ہے کہ کفار کی صلوٰۃ صرف سیٹیاں بجانا اور تالیاں پیٹنا ہے۔ اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ نماز میں سجدہ کے وقت یا دوسرے موقعہ پر تالیاں پیٹتے تھے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کی عبادت اسی قسم کی ہے جس میں کوئی معقول بات نہیں۔ جیسے ہندوؤں کی عبادت چھینے بجانے سے ہوتی ہے۔ اسی طرح مکے والے بھی کرتے تھے اور اسی کا نام عبادت رکھ لیتے تھے۔ گو اس کے یہ بھی معنے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی نماز کے وقت وہ تالیاں بجاتے تھے اور سمجھتے تھے کہ وہ ایک نیک کام کر رہے ہیں۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مشرکوں کی عبادت ایسی ہوتی ہے۔ جیسے تالیاں بجانا۔ اسی طرح خشوع کسی چیز کے نیچے ہونے کو کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے غض بصر کے لئے بھی اس لفظ کا استعمال کیا جاتا ہے پس

خشوع کے معنے

ہوئے نیچے ہو جانا تذلل اختیار کرنا اور نفس کو مٹا دینا

بلدۃ خاشعۃ ایسے شہر کو کہتے ہیں جس کے سب مکانات گر گئے ہوں اور غبار سے اٹے ہوئے ہوں پس نماز میں خشوع کے یہ معنے ہوئے کہ نماز پڑھنے والا اپنے آپ کو کلی طور پر مٹا دے اور انکسار اختیار کرے۔ اب ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ نماز میں انکسار سے کیا مراد ہے سو اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے نماز کے اندر ہی انکسار کا مفہوم دکھا ہوا ہے۔ انسان تکبیر کے بعد کھڑا ہو جاتا ہے اور سینے پر ہاتھ باندھ لیتا ہے چونکہ انسان میں

یہ ایک کمزوری پائی جاتی ہے

کہ جب وہ کوئی اہم کام کرتا ہے تو اسکے نتیجے میں یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ اب میں بہت بڑا ہو گیا ہوں جیسے آج کل کے علماء اور سجادہ نشین لوگوں کو اپنی عزت کرتے ہوئے دیکھ کر اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قیام کے معاً بعد رکوع رکھ دیا اور حکم دیا کہ فروتنی اور انکسار کی وجہ سے نیچے جھک جاؤ۔ اور ایسا رنگ دکھاؤ جو غلام اپنے آقا کے سامنے دکھاتا ہے۔ پھر جب اسے خیال آنے لگتا ہے کہ اب میں نے بڑا کام کر لیا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب اور جھک جاؤ۔ چنانچہ وہ سجدے کا حکم دیتا ہے۔ جو

تذلل کا انتہائی مقام ہے

اور سجدہ دو دفعہ رکھا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ تواتر سے اس پر عمل کیا جائے گویا جھکو اور جھکتے چلے جاؤ۔ پھر ہر رکعت میں اس کا تکرار انسان کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے کہ اسے اپنے ہر کام کا اختتام سجدہ پر ہی کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بعض لوگ مختلف نیکیوں میں تو حصہ لیتے ہیں لیکن آخر تکبر میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جس قوم نے کوئی بڑا کام کر کے تکبر کیا وہ گر گئی۔ مسلمانوں نے طب میں بڑی ترقی کی لیکن جب وہ ایسے مقام پر پہنچ گئے کہ کسی کے آگے جھکنے کو عار سمجھنے لگے تو

ان کے ہاتھ سے طب نکل گئی۔

اور یورپ میں چلی گئی۔ اب یورپ نے اس میں اس حد تک ترقی کر لی ہے کہ پہلاں را کام کھلونا سا معلوم ہوتا ہے۔ یورپ نے اپنے آپ کو اس وقت تک طالب علم سمجھا ہوا ہے لیکن جہاں اس نے یہ خیال کیا کہ اب وہ استاد بن گیا ہے۔ وہ گرنا شروع ہو جائے گا۔ اور یہ کمال ان سے نکل کر کسی اور کے پاس چلا جائے گا۔ اسی طرح قدیم مصریوں نے انجینئرنگ میں ترقی کی لیکن جب انہوں نے تکبر کیا تو یہ فن ان کے ہاتھ سے نکل کر یونانیوں میں چلا گیا۔ ان سے عربوں کے حصے میں آیا۔ اور جب عربوں نے تکبر کیا تو یورپ میں چلا گیا جب وہ تکبر کریں گے تو ان سے بھی چھن جائے گا۔ پس قوم اسی وقت تک ترقی کرتی ہے جب تک وہ سمجھتی ہے کہ ابھی تک ہم نے اور سیکھنا ہے جب وہ یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ وہ استاد بن گئے ہیں تو ذلیل ہو جاتے ہیں غرض مومن دین اور دنیا دونوں میں کامیاب ہوتے ہیں صرف

شرط یہ ہے

کہ وہ جتنی بھی ترقی کرے اتنا ہی یہ سمجھے کہ میں نے کچھ بھی خدمت نہیں کی۔ اگر یہ مادہ کسی میں پیدا ہو جائے تو وہ بڑھتا چلا جائے گا۔ لیکن جب اس نے یہ سمجھنا شروع کر دیا کہ اب میں نے کافی ترقی کر لی ہے تو وہ گر جائے گا۔ اور اسکے اندر نفاق پیدا ہو جائے گا۔ غور کرو کہ کتنے معمولی سے جھٹکے سے ایک مومن منافق بن سکتا ہے پس کبھی تکبر کے قریب بھی نہ جاؤ۔ عزت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے خواہ اس دنیا میں دے خواہ اگلے جہان میں۔ کسی کے لئے ایک قسم کی عزت اچھی ہوتی ہے اور کسی کے لئے دوسری قسم کی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ والدین کو اپنے سب بچوں سے ہی پیار ہوتا ہے۔ لیکن بعض چیزیں وہ اپنے کسی بچے کو دیتے ہیں اور کسی کو نہیں دیتے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی خوب جانتا ہے کہ بندے کو کس رنگ میں انعام دیا جاوے انسان کو تو اپنی عبادت کی قیمت بھی معلوم نہیں ہوتی۔ پھر وہ اپنے لئے کوئی انعام کیسے تجویز کر سکتا ہے جب وہ اپنے لئے خود کوئی انعام تجویز کرتا ہے تو وہی اس کے

تنزل کا مقام

ہوتا ہے جیسے دنیا میں کوئی ماں باپ ایسے نہیں جن کو اپنے بچوں سے محبت نہ ہو۔ لیکن وہ اس امر کو پسند نہیں کرتے کہ بچہ ان پر حکومت کرے۔ جب ماں باپ بچے کی طرف سے اس سلوک کو برداشت نہیں کر سکتے تو کیا خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق یہ امید ہو سکتی ہے کہ خدا بندے کی حکومت تسلیم کرے اور بندے کو وہی دے جو بندہ خود اپنے لئے تجویز کرے۔ کئی لوگ حج کرتے ہیں تو حاجی کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ روزانہ دیکھتے ہیں کہ تمام مومن نمازیں پڑھتے اور روزے رکھتے ہیں۔ لیکن کبھی انہوں نے خواہش نہیں کی کہ انہیں نمازی یا روزے دار کہا جائے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حج کر لینے کے بعد وہ اپنے اندر ایک بڑائی محسوس کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

مرزا غالب کے متعلق مشہور ہے

کہ اس نے ایک دفعہ ایک خاص قسم کی ٹوپی پہنی جب لوگوں نے بھی ان کی نقل میں اسے پہننا شروع کیا تو انہوں نے اسے اتار دیا۔ اور اپنی برائی میں دوسروں کی نقل کو بھی برداشت نہ کیا۔ حالانکہ ان کو خوش ہونا چاہیئے تھا کہ لوگوں نے انکی نقل کی ہے۔ اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ کے انبیاء ان اخلاق کو لے کر آتے ہیں کہ بجائے اسکے وہ اپنی نقل کو ناپسند کریں ان کے دل میں خواہش ہوتی ہے کہ لوگ ان کی نقل کریں۔ غرض ایک سچے مومن میں تذلل ہوتا ہے اور وہ جوں جوں عبادت کرتا ہے اس کا تذلل ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔

احادیث میں آتا ہے کہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس قدر عبادت کرتے تھے کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے حضرت عائشہؓ نے ایک دفعہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ پھر آپ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں آپ نے فرمایا عائشہؓ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔ اسی طرح ایک دفعہ جب آپ سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ اپنے اعمال کے زور سے بہشت میں جائیں گے تو آپ نے فرمایا نہیں۔ میں بھی جنت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی جاؤں گا۔ گویا آپ نے اپنے اعمال کی قیمت محض اللہ تعالیٰ کا فضل رکھی۔ غرض جس کو سچے کام کی توفیق مل جاتی ہے۔ اسکے دل میں کبھی غرور پیدا نہیں ہوتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول

ایک بزرگ کا واقعہ

سنایا کرتے تھے کہ انہوں نے کئی سال تک باقاعدہ مسجد میں نمازیں پڑھیں تاکہ لوگ ان کی تعریف کریں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ان کی کسی گزشتہ نیکی کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ان کے متعلق یہ بات ڈال دی کہ سب لوگ انہیں منافق کہتے تھے۔ آخر ایک دن انہیں خیال آیا کہ اتنی عمر ضائع کی کسی نے بھی مجھ کو نیک نہیں کہا۔ اگر خدا کے لئے عبادت کرتا تو خدا تعالیٰ تو راضی ہو جاتا۔ یہ خیال ان کے دل میں اتنے زور سے آیا کہ وہ اسی وقت جنگل میں چلے گئے۔ روئے اور دعائیں کیں اور توبہ کی اور عہد کیا کہ خدایا اب میں صرف تیری رضا کے لئے عبادت کیا کروں گا۔ جب واپس آگئے تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ یہ شخص ہے تو بہت ہی نیک مگر معلوم نہیں لوگوں نے اسے کیوں بدنام کر رکھا ہے۔ اور بچے بوڑھے سب اس کی تعریف کرنے لگے۔ اس بزرگ نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ خدایا صرف ایک دن میں نے تیری رضا کی خاطر نماز پڑھی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے میری تعریف کرنی شروع کر دی پس ہر

مومن کے لئے ضروری ہے

کہ جب وہ نماز پڑھے تو اس کو شروع کرتے وقت اگر اسکے دل میں تکبر ہو تو ہو۔ لیکن جب اسے ختم کرے تو اس کا دل تکبر سے بالکل خالی ہو چکا ہو۔ اسی طرح جب وہ روزہ رکھے تو شروع میں اگر اسکے اندر کبر کا کوئی شائبہ ہو تو ہو لیکن جب اسے ختم کرے تو وہ تکبر کو کلی طور پر چھوڑ چکا ہو۔ تاریخوں میں آتا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو ان کی زبان پر یہ فقرہ جاری تھا کہ رب لا علی ولا لی یعنی اے میرے خدا میں اپنے کاموں کا تجھ سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا صرف یہی آرزو ہے کہ میرے اوپر کوئی الزام قائم نہ کیا جاوے۔ گویا ہزار ہا کام کرنے کے باوجود وہ یہی سمجھتے تھے کہ اس وقت تک میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پس ترقی کیلئے ضروری ہے کہ جس قدر بھی عبادت کی جائے اسی قدر آدمی اور

زیادہ جھکتا چلا جائے

حتی کہ اسے یہ احساس بھی نہ ہو کہ اس نے کچھ کیا ہے جو لوگ دنیا میں یہ سمجھ لیتے ہیں کہ انہوں نے کچھ حاصل کر لیا ہے ان کی مثال کنوئیں کے مینڈک کی سی ہوتی ہے جو سمندر کے مینڈک سے ملا اور ایک چھلانگ لگا کر اس سے کہا کہ کیا سمندر اتنا بڑا ہوتا ہے اس نے کہا نہیں۔ اس نے دو چھلانگیں ماریں اور کہا کہ کیا اتنا بڑا ہوتا ہے اس نے کہا کہ نہیں اس سے بہت بڑا ہوتا ہے۔ آخر اس نے تین چھلانگیں ماریں اور کہا کہ کیا اتنا بڑا ہوتا ہے سمندر کے مینڈک نے سر ہلا دیا جس پر کنوئیں کے مینڈک نے اس سے منہ پھیر لیا اور کہا کہ میں ایسے جھوٹے سے بات نہیں کرتا۔ پس فی صلواتہم خاشعون میں اللہ تعالیٰ نے یہ گر بتایا ہے کہ

اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو

تو جتنا بھی تم کام کرو اتنی ہی تم پر اپنی کمزوری واضح ہوتی چلی جائے اگر کسی کے دل میں یہ خیال آئے کہ اسے اسکے اعمال کے بدلہ میں کیا ملا ہے تو یہ اس کا منافقت کی طرف پہلا قدم ہوگا۔ اور اگر اسکے اندر یہ احساس ہو کہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا تو خدا تعالیٰ قد افلح المومنون کے وعدہ کے مطابق اسے ضرور کامیاب کرے گا۔

ہماری جماعت میں بھی ٹھوکر کھانے والے ایسے ہی لوگ تھے جیسے ڈاکٹر عبدالحکیم کہ وہ چندے بھی دیتا تھا اور اس نے کتابیں بھی لکھیں۔ لیکن اس سے کم چندے دینے والے مرتے وقت تک ایمان پر قائم رہے اور خدا تعالیٰ نے ان کو قبول کر لیا پس جو احمدی یہ شکوہ کیا کرتے ہیں کہ انہوں نے چندے بھی دئے لیکن اس کا ان کو کوئی اجر نہیں ملا انکو چاہیئے کہ وہ

اپنے اندر سچا ایمان پیدا کریں۔

اور اپنی کمزوریوں پر استغفار کریں جب انکے دل سے احساس جاتا رہے گا کہ انہوں نے کچھ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ انکو ایمان کے اعلےٰ ثمرات سے متمتع فرمائیگا اور انہیں دینی اور دنیوی دونوں رنگ میں کامیابیاں عطا فرمائے گا۔

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

دُنیا کی ہر تکلیف انسان کی اپنی ہی کسی غلطی کا نتیجہ ہوتی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے کسی جبر کا دخل نہیں ہوتا

مسئلہ جبر و قدر کے متعلق ایک سوال کا جواب

فرمودہ ۳۱ مئی ۱۹۴۷ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

یہ اُن ملفوظات کا ایک حصہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۳۱ مئی ۱۹۴۷ء کو قادیان میں ارشاد فرمائے تھے۔ یہ ملفوظات صیغۂ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

فرمایا:۔ آج باہر سے ایک دوست نے

ایک سوال بھجوایا ہے

جس کے متعلق میں کچھ بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما اصاب من مصیبۃٍ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأھا۔ ان ذالک علی اللہ یسیر لکیلا تأسوا علیٰ ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم واللہ لا یحب کل مختالٍ فخور (سورۃ حدید آیت ۲۳ و ۲۴) یعنی زمین میں کوئی مصیبت نہیں آتی اور نہ تمہاری جانوں پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ لیکن اس کے ظہور سے بھی پہلے ہم نے اسے مقرر کر دیا ہوتا ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے لئے بالکل آسان ہے اور یہ اسلئے ہے تاکہ اپنی کوتاہی پر تم کو کوئی حسرت نہ ہو اور نہ اس پر جو اللہ تعالیٰ تم کو دے تم اترانے لگ جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور اکڑباز کو ناپسند کرتا ہے۔

وہ لکھتے ہیں کہ اس آیت سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے لوگوں پر جبر ہوتا ہے اور جس قدر مصائب دنیا میں نازل ہوتے ہیں ان کی تہہ میں بھی اس کے جبر کا ہی دخل ہے۔ اگر یہ بات درست نہیں تو پھر اس بات کا مطلب کیا ہے؟ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ

جبر اور قدر کا سوال

ہمیشہ ہی انسانی قلوب میں شکوک و شبہات پیدا کرتا رہا ہے اور نہ صرف مذاہب کے پیرو اس بارہ میں متردد رہے ہیں بلکہ بعض فلاسفر بھی جنہوں نے جبر اور قدر کے مسائل پر بڑی بحثیں کی ہیں اس الجھن سے نجات نہیں پا سکے مثلاً فرائڈ جو یہودی الاصل ہے اس نے بھی اس مسئلہ پر بڑی بحث کی ہے۔ لیکن پھر بھی وہ اصل حقیقت تک نہیں پہنچ سکا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مذہبی لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ خدا جبر کرتا ہے اور فلاسفر چونکہ خدا کو نہیں مانتے اس لئے وہ خدا کی طرف اس کو منسوب نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ انسان کے اپنے ماحول سے پیدا ہوتا ہے مثلاً وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص جو غریبوں کے گھر میں پیدا ہوتا ہے وہ

اخراجات کی کمی

کی وجہ سے تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ جاتا ہے اور جو شخص امیروں کے گھر میں پیدا ہوتا ہے اس کے لئے تعلیم حاصل کرنے میں ہر قسم کی سہولتیں ہوتی ہیں۔ اسلئے وہ تعلیم حاصل کر لیتا ہے اور روپیہ کی فراوانی کی وجہ سے اسے کوئی دقت پیش نہیں آتی یا وہ کہتے ہیں کہ جو شخص علمی ماحول میں پیدا ہوتا ہے وہ پڑھ لکھ جاتا ہے اور جو علمی ماحول میں پیدا نہیں ہوتا وہ علم سے محروم رہ جاتا ہے اور اس کے ثبوت میں وہ کہتے ہیں کہ چونکہ انگلینڈ اور امریکہ میں علمی ماحول بہت زیادہ ہے اس لئے وہاں کا ہر شخص آسانی کے ساتھ اپنی تعلیم کی تکمیل کر لیتا ہے۔ پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ

ماحول کے اثر کے ماتحت

ہی ایک شخص چور بن جاتا ہے یا ڈاکو بن جاتا ہے یا اسی قسم کے اور بیہودہ کاموں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی فرائڈ FRIDE کا ایک شاگرد ہے وہ لکھتا ہے کہ درحقیقت انسان کے اپنے اندر ایک قوت ہوتی ہے۔ جس سے کام لے کر وہ ترقیات حاصل کر سکتا ہے اور اس کو استعمال نہ کرنے کی صورت میں وہ ترقیات سے محروم رہ جاتا ہے۔

اصل بات یہ ہے

کہ جب قومیں اپنے برے افعال اور اپنی لغزشوں کی وجہ سے تباہ ہونے لگتی ہیں تو وہ اپنے اعمال کی وجہ پیش نہیں کر سکتیں اس وقت جبر اور قدر کا مسئلہ بہت بڑھ جاتا ہے اور وہ قومیں اپنی کسی غلطی کو تسلیم کرنے کی بجائے اپنی تباہی کو قدر کی طرف منسوب کر دیتی ہیں اور اپنی ناکامی کی ساری ذمہ داری خدا تعالیٰ پر ڈال دیتی ہیں۔ مثلاً آج کل مسلمان مختلف قسم کے مصائب میں گھرے ہوئے ہیں۔ جب کسی عام مسلمان سے پوچھا جائے کہ

ان مصائب کے آنے کی کیا وجہ ہے

تو وہ کہدے گا۔ قسمت۔ یعنی وہ یہ نہیں کہے گا کہ چونکہ ہمارے اپنے اندر بعض کمزوریاں واقع ہو گئی ہیں اور ہم نے قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنا اور خدا تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرنا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ہدایات پر چلنا چھوڑ دیا ہے اس لئے ہم پر مصائب آ رہے ہیں بلکہ وہ یہ کہہ کر کہ ہماری قسمت۔ اس کی ساری ذمہ داری خدا تعالیٰ پر ڈال دے گا۔ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم نے اپنی مرضی سے ہی ہدایت دینی ہوتی تو ہم ساری دنیا کو ہدایت دے دیتے مگر ہم نے ہدایت کا پانا یا نہ پانا انسان کی اپنی مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ اور اس لئے لوگ جہنم میں جائیں گے (سورۃ سجدہ آیت) گویا بتایا کہ ہماری منشاء بُرائی کی طرف نہیں جاتی بلکہ نیکی کی طرف جاتی ہے۔ اس لئے اگر ہم جبر ہی کرنا چاہتے تو بجائے اس کے کہ لوگوں کو مصائب میں مبتلا کرتے انہیں جبری طور پر اپنے انعامات کا مورد بنا دیتے

اصل بات یہ ہے

کہ دنیا کی ہر تکلیف انسان کی اپنی کسی غلطی کا ہی نتیجہ ہوتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے کسی جبر کا دخل نہیں ہوتا۔ آخر سوچنا چاہیئے کہ مصیبت کس چیز کا نام ہے۔ مصیبت نام ہے خدا تعالیٰ کی عطا کردہ طاقتوں کے غلط استعمال کا۔ مثلاً چلنے پھرنے اور کودنے کی طاقت کے غلط استعمال کے نتیجہ میں بعض دفعہ انسان گر کر زخمی ہو جاتا ہے یا بیمار ہو جاتا ہے یا مثلاً لوہا تو خدا تعالیٰ نے بے شمار مفید کاموں کے لئے پیدا کیا ہے۔ لیکن اس کے غلط استعمال کے نتیجہ میں بعض دفعہ دوسرے انسان کی موت بھی واقعہ ہو جاتی ہے یا مثلاً کھانے پینے کی چیزوں کا اگر غلط استعمال کیا جائے۔ تو اس کے نتیجہ میں معدہ اور انتڑیوں سے تعلق رکھنے والی کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ نے بیماری پیدا کی یا خدا تعالیٰ نے کسی کو زخمی کر دیا ہے خدا تعالیٰ نے تو تمام اشیاء بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کی تھیں اس کے بعد اگر انسان

اُن کا غلط

استعمال کر کے اپنے لئے ہلاکت مول لے لے تو یہ ہلاکت خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔ میں نے سالہا سال غور کیا ہے مگر مجھے کوئی چیز بھی ایسی نظر نہیں آئی جو اپنے اندر صرف مضرت کا پہلو رکھتی ہو فائدہ کا اس میں کوئی پہلو نہ ہو سانپ کا زہر بڑی خطرناک چیز ہے۔ لیکن ہومیو پیتھی طب والے اسی زہر کو مختلف امراض کے علاج میں استعمال کرتے اور اس سے حیرت انگیز طور پر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ سنکھیا اور کچلہ خطرناک زہر ہیں۔ لیکن ہومیو پیتھک والے بھی اور ڈاکٹر بھی ان دونوں زہروں کو مختلف بیماریوں میں استعمال کرتے اور مریضوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں یہی حال دوسری چیزوں کا ہے کہ وہ بنائی تو اس لئے گئی ہیں کہ انسان ان سے فائدہ اٹھائے مگر انسان ان کے

غلط استعمال کے نتیجہ میں

اپنے لئے ہلاکت پیدا کر لیتا ہے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ما اصاب من مصیبۃٍ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأھا یعنی دنیا میں جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے خواہ قوم اور ملک پر آئے یا افراد پر آئے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس مصیبت کے

ظہور سے پہلے

ہم نے ایک قانون مقرر کر رکھا ہے:

جب کوئی انسان اس کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ دکھ اور مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے مثلاً

اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے

کہ جو آگ میں گرے گا وہ جل جائے گا۔ اب چاہے زید گرے یا بکر گرے۔ کوئی بزرگ گرے یا فاسق و فاجر گرے وہ ضرور جلے گا اسی طرح جو شخص دو روٹیاں بڑی مشکل سے ہضم کر سکتا ہے۔ وہ اگر چار روٹیاں کھائیگا تو لازماً بیمار ہوگا۔ پس جو بھی اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت کا غلط استعمال کرے گا۔ وہ نقصان اٹھائے گا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا ایک زبردست قانون ہے جو اس نے نظام عالم میں جاری کر رکھا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ آگے چل کر فرماتا ہے کہ لکیلا تاسوا علیٰ ما فاتکم ہم نے یہ قانون اس لئے جاری کیا ہے کہ اگر تمہیں اس قانون کا علم ہوگا کہ آگ میں گرنے سے انسان جل جاتا ہے تو اگر کسی وقت تم میں سے کوئی شخص آگ میں گر کر جل جائے گا تو وہ خدا تعالیٰ پر الزام لگانے کی بجائے اسے اپنی غلطی اور حماقت کی طرف منسوب کرے گا اور کہے گا کہ اگر میں احتیاط کرتا تو اس مصیبت سے بچ جاتا۔

پھر فرماتا ہے ولا تفرحوا بما اٰتاکم ہم نے

یہ قانون اس لئے بنا دیا ہے

تا تم کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کی وجہ سے جو دولت ملے اس پر تم مغرور نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ تم نے پیدا نہیں کی بلکہ خدا نے تمہیں دی ہے اور جب وہ نعمت خدا تعالیٰ کی دی ہوئی ہے تو تمہارا کام یہ ہے کہ تم اس دولت پر تکبر نہ کرو بلکہ اُسے خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق غرباء کی بہبودی کے لئے خرچ کرو۔ دنیا میں ہمیشہ دو ہی طرح کا غلط استعمال ہوتا ہے بعض لوگ کسی چیز کے عدم حصول پر حسرت کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں خدا نے ہمیں فلاں چیز نہیں دی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ تمہاری اپنی غلطی کی وجہ سے ہے۔ تم نے اس کے حصول کے لئے کوشش ہی نہیں کی۔ اور اگر تم پہلے غلطی کر چکے ہو تو اب اس کا ازالہ کرو اور جو چیز تمہارے پاس نہیں۔ اس کے لئے کوشش اور محنت کرو تمہیں مل جائے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح یہ قانون بنایا ہے کہ فلاں چیز سے بیماری پیدا ہوتی ہے اسی طرح

اس نے یہ بھی قانون بنایا ہے

کہ فلاں چیز کے استعمال سے شفا ہوتی ہے اگر بیماریاں ہیں تو ان کے علاج بھی موجود ہیں پھر فرماتا ہے اگر تم بیمار نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے تمہیں صحت مند بنایا ہے اور تم نے اس قانون سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دولت جمع کر لی ہے تو تم تکبر مت کرو۔ غرض اللہ تعالیٰ نے جو ایک قانون بنا دیا ہے اور فرمایا ہے لا تبدیل لکلمات اللہ یہ قانون غیر مبدل ہے اور ہمیشہ ہمیش جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے وہ قانون یعنی

قانون شریعت اور قانون نیچر

مقرر کر دیئے ہیں جو ہمیشہ ہمیش کے لئے ہیں اور جب یہ قانون ہمیشہ کے لئے ہیں تو تمہارا فرض ہے کہ غلطی سے بچنے کی کوشش کرو اور اگر کسی وقت تم سے غلطی ہو جائے تو اس کا ازالہ کرو۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لکلّ داءٍ دواءٌ الا الموت یعنی سوائے موت کے ہر مرض کا علاج موجود ہے اگر تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اس وقت روؤ نہیں بلکہ اس

مصیبت کو دور کرنے کی کوشش کرو

مثلاً اگر تم نے غلطی سے مرچیں زیادہ کھالی ہیں تو اس کا علاج کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علاج بھی تو بتائے ہوئے ہیں۔ تم سے زیادہ مرچیں کھانے میں غلطی ہو گئی ہے تو اسبغول کھاؤ ٹھیک ہو جاؤ گے۔ اسی طرح فرماتا ہے اگر تمہارے پاس مال و دولت کی فراوانی ہو جائے تو تم عیش و عشرت میں نہ پڑ جاؤ۔ بلکہ بنی نوع انسان کی بہبودی کے لئے اس کو خرچ کرو۔ پس مصیبت کے وقت اس کا علاج چھوڑ دینا اور مال و دولت کی فراوانی کے وقت عیش و عشرت میں مبتلا ہو جانا یہ دونوں طریق غلط ہیں۔ اگر وہ مصیبتیں کسی روحانی وجہ سے ہیں تو روحانی آدمیوں کے پاس جاؤ اور ان کا علاج کراؤ۔ اور اگر وہ جسمانی ہیں تو ڈاکٹروں اور حکیموں کے پاس جا کر علاج کراؤ۔ خدا تعالیٰ دور کر دے گا۔ غرض اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے

ایک عظیم الشان گر

بتایا ہے کہ مومنوں کو چاہیئے کہ وہ مصیبتوں کے وقت گھبرائیں نہیں بلکہ ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور جب ان کے پاس مال و دولت آ جائے تو اس وقت غرباء کی امداد شروع کر دیں اور اپنے مالوں کو نکالنا شروع کر دیں

اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے

جیسے انسان ایک وقت کھاتا ہے اور دوسرے وقت خارج کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ اگر تمہارا کوئی نقصان ہو گیا ہے اور تمہارا مال چوری ہو گیا ہے تو تم نکمے کیوں بیٹھے ہو۔ جاؤ اور نیا کماؤ۔ اور اگر تمہارے پاس مال کی فراوانی ہے تو تم نے یہ رکھا کیوں ہے جاؤ اور اس کو خرچ کرو اور غرباء کی مدد کرو۔ غرض اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ

مومن کی یہ کیفیت ہوتی ہے

کہ اگر اس پر مصیبت آتی ہے تو وہ اس کے دفعیہ کی کوشش کرتا ہے اور اگر اسے دولت ملی ہو تو وہ اسے خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق خرچ کرتا ہے۔ پس اگر تم کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو اسے دور کرنے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو قریب لانے کی کوشش کرو۔ اور اگر خدا تعالیٰ کی نعمتیں تمہارے پاس موجود ہیں تو انہیں جائز ذرائع سے بنی نوع انسان کے لئے خرچ کرو۔ پس اس جگہ اللہ تعالیٰ نے کسی ایسے جبر کا ذکر نہیں کیا جس سے یہ سمجھا جائے کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ ہی چوری کرواتا ہے یا وہی لوگوں پر ظلم کرواتا ہے۔ بلکہ اس جگہ اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ ہم نے قانون شریعت کی طرح ایک

قانون نیچر مقرر کر دیا ہے

جس طرح قانون شریعت کی خلاف ورزی انسان کے لئے ہلاکت کا باعث بنتی ہے اسی طرح قانون نیچر کی خلاف ورزی بھی اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتی ہے۔ پس جب بھی کسی انسان کو کوئی مصیبت پہنچے اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس نے کسی نہ کسی قانون کو توڑا ہے جس کی اسے سزا ملی ہے اور اگر تم کسی تکلیف میں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے تمہیں دولت دی ہوئی ہے تو تم مغرور مت ہو بلکہ اسے خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق خرچ کرو۔ کیونکہ یہ دولت بھی تم نے خدائی قانون سے فائدہ اٹھا کر جمع کی ہے۔

انصار اللہ اور مالی تحریکات

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"میں سمجھتا ہوں جب تک انصار اللہ اپنی ترقی کے لئے صحیح طریق نہیں اختیار کریں گے اس وقت تک انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوگی۔ مثلاً میں نے انہیں توجہ دلائی تھی کہ وہ اپنے کام کی توسیع کے لئے روپیہ جمع کریں اور ایسے مناسب کاموں پر خرچ کریں .... اسلام پر بڑا نازک وقت آیا ہوا ہے۔ جماعت پر بڑی بھاری ذمہ داری ہے۔ اگر آپ اس ذمہ داری کو ادا نہ کرو گے تو خدا تعالیٰ کے حضور کیا جواب دو گے؟"

زعماء / زعماء اعلیٰ / ناظمین ضلع و ڈویژن سے گذارش ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں اب اس امر کا جائزہ لیں کہ انہوں نے انصار اللہ کے روحانی پروگراموں کو کامیابی کے ساتھ چلانے کے لئے کس حد تک اپنی ذمہ داریوں کو ادا کیا ہے۔ (قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

دعائے مغفرت

محترم چوہدری علی احمد صاحب ریٹائرڈ وارچ اینڈ وارڈ انسپکٹر ریلوے سکنہ کوٹ کرم بخش ضلع سیالکوٹ حال دار البرکات ربوہ بقضائے الٰہی مورخہ ۲۳ کو اپنے مولیٰ حقیقی کو جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت نیک اور مخلص احمدی تھے۔ آپ سلسلہ ملازمت میں بفضل تعالیٰ نہایت دیانتدار اور اپنے فرائض کو احسن طریق سے ادا کرنے والے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے جنازہ پڑھایا اور کندھا دیا۔ ربوہ کے کافی احباب نے شمولیت کی اور مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے۔ سب احمدی احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مرحوم کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ (محمد شفیع نوشہروی دار الرحمت وسطی ربوہ)

روحانی نہر

اخبار الفضل احمدیت کے لئے ایک روحانی نہر ہے۔ مختلف علاقوں اور قوموں سے تعلق رکھنے والے لوگ اس کے ذریعہ اپنے دلوں کی کھیتیوں کو سیراب کر رہے ہیں۔ آپ بھی اپنے نام اخبار الفضل کا "روزانہ پرچہ" یا "خطبہ نمبر" لگوا کر اپنے دل کی کھیتی کو سیراب کیجئے! (مینجر الفضل)

صدقات وعطیہ جات برائے لنگرخانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

از صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب افسر لنگرخانہ

مندرجہ ذیل احباب کی طرف سے ماہ اگست میں صدقات وعطیہ جات کی رقوم برائے لنگرخانہ موصول ہوئی ہیں۔ اللہ تعالے سے دعا ہے کہ اللہ تعالے ان کے اس صدقہ کو قبول فرمائے اور ہر آفت سے ان کو اور ان کے خاندان کو محفوظ رکھے۔ اور اپنا خاص فضل ان پر فرمائے۔

صدقات

	نام	رقم
۱	بیگم صاحبہ چوہدری محمد نقی صاحب بیرسٹر لاہور	۳۵-۰-
۲	نجم خان صاحب پشاور بذریعہ نظارت خدمت درویشاں (دو بکرے)	۱۰۰-۰-
۳	مہر نگار صاحبہ بنت محمد یامین صاحب طارق کمپنی لاہور	۵-۰-
۴	قادر بخش صاحب فضل عمر ہسپتال ربوہ	۲-۰-
۵	امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ ایم اے بی ٹی لاہور	۳۰-۰-
۶	احمد بخش صاحب دفتر بیت المال ربوہ	۱-۰-
۷	صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب ربوہ	۲۰-۰-
۸	مہر دار النساء صاحبہ c/o صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ	۲۵-۰-
۹	شیخ محمد ادریس صاحب لاہور c/o نظارت خدمت درویشاں "	۳۰-۰-
۱۰	معین الدین احمد صاحب ناصر معرفت حکیم خان مبارک احمد خان صاحب ایبٹ آباد	۳۰-۰-

عطیہ جات

	نام	پتہ	عطیہ
۱	سعید احمد صاحب ملتان چھاؤنی		—
۲	منشی محمد شفیع صاحب	راوی روڈ لاہور	۵-۰-
۳	محمد شفیع صاحب الیکٹس گول بازار ربوہ		۱۰-۰-
۴	محترمہ نیاز بیگم صاحبہ بذریعہ کرنل محمد ابراہیم صاحب ربوہ		ایک چھوٹی دیگ
۵	رفیق احمد صاحب مالی ہائی سکول ربوہ		ایک بکرو ٹا
۶	کرنل ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب ربوہ		ایک جستی جام۔ پلیٹ تام چینی ۲، بالٹی جستی دو عدد

(افسر لنگرخانہ ربوہ)

ایڈریس مطلوب ہیں:-

وکالت دیوان کو مندرجہ ذیل احباب کے موجودہ پتوں کی ضرورت ہے۔ اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں یا دیگر دوست کو ان کے پتہ کا علم ہو تو مطلع فرمائیں۔

	نام	سابقہ پتہ
۱	مکرم احتجاج علی صاحب زبیری	اکاؤنٹس آفیسر دفتر بحالیات لائلپور
۲	مکرم وسیم احمد صاحب ابن چوہدری شریف احمد صاحب مرحوم	ایشو افریقن کمپنی کراچی
۳	مکرم حمید احمد صاحب ابن میجر ڈاکٹر شاہ نواز صاحب	پشاور کینٹ ۴/۳ - دی مال
۴	ام عبد الباسط صاحبہ معرفت عبد المالک صاحب	ڈویژنل اکاؤنٹ بلاک ۹ سرگودھا
۵	افتخار الرسول صاحب	اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر لاہور
۶	عبد الرحمن صاحب دہلوی	مکان B.154 نیا محلہ راولپنڈی
۷	منشی عبد الکریم صاحب	ورک اسمبلی ہال پشاور
۸	انس احمد صاحب مبشر ابن چوہدری منظور احمد صاحب	قوم ڈھلو جٹ محلہ باب الابواب ربوہ

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرا لڑکا عزیزم رشید احمد ایک ماہ سے بیمار ہے اور گنگارام ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہے۔ درویشان قادیان ومخلصین احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالے اسکو صحت کاملہ عطا فرمادے۔

محمد علی احمدی مکان ۳۱ سی شدہ کوٹھی گلبرگ لاہور

۲۔ خاکسار عنقریب ایک انٹرویو دینے والا ہے۔ احباب کرام سے کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے اور میری بڑی لڑکی (نعمانہ ملک) چند دنوں سے بیمار ہے۔ دعا کی درخواست ہے۔

(ملک منصور احمد۔ منظور آباد۔ ڈیرہ غازیخان)

۳۔ مورخہ ۲۱/۹/۶۱ کو میاں محمد عالم صاحب دکاندار گراسی پلاٹ دار الرحمت شرقی کا ہاتھ مشین کے پنکھا میں آجانے کی وجہ سے زخمی ہو گیا ہے۔ احباب شفائے کاملہ کے لیے دعا فرمادیں۔

(صفدر علی جاوید)

خدام الاحمدیہ

مجالس خدام الاحمدیہ سرگودھا ڈویژن کی پہلی کامیاب تربیتی کلاس

(۱) یہ اللہ تعالے کا احسان ہے کہ مجالس خدام الاحمدیہ سرگودھا ڈویژن کی پہلی تربیتی کلاس زیر اہتمام قیادت علاقائی بمقام سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا کے انعقاد کی توفیق ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

تربیتی کلاس کا افتتاح مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۶۱ء بروز اتوار صبح ساڑھے نو بجے ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب (ڈویژنل میڈیکل سروس سرگودھا) کے نو تعمیر شدہ مکان پر سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا میں ہوا۔ جو محمد شفیع صاحب سلیم قائد علاقائی سرگودھا ڈویژن نے کیا۔ افتتاحی تقریر میں کلاس کے انعقاد میں غیر معمولی تائید الٰہی پر اللہ تعالے کے حضور تشکر وامتنان کے ساتھ ... کے بعد خدام کو اس کلاس کے دوران نہایت سنجیدگی اور خالص اسلامی اخلاق کے مطابق رہنے کی تحریک کی۔

(۳) تربیتی کلاس میں اضلاع سرگودھا، لائلپور، جھنگ اور میانوالی کے ۲۷ خدام واطفال نے شرکت کی۔ جو ڈویژن کی بائیس مجالس کے نمائندہ ہیں۔

(۴) کلاس کا پروگرام نماز تہجد ذکر الٰہی، نماز باجماعت، درس قرآن کریم وحدیث کے علاوہ تین حصوں پر مشتمل رہا۔ صبح ۷½ بجے سے ۱۲ بجے دوپہر تک تعلیمی پروگرام ہوتا تھا۔ جس میں معلمین نے قرآن کریم (ترجمہ وتفسیر) حدیث وفقہ، ترجمہ نماز، کلام (کتاب کشتی نوح تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام) تاریخ اسلام دور اول ودوم اور اختلافی مسائل سبقاً سبقاً پڑھائے۔ ۳ تا ۴½ بجے تک معلوماتی پروگرام تھا۔ معلوماتی پروگرام میں صدر انجمن احمدیہ کا نظام، تحریک جدید کا نظام، ہمارے بیرونی مشنز، سوال وجواب اور دینی معلومات شامل تھے۔ ۷½ تا ۸½ بجے شام ذہنی اجلاس ہوتا رہا جس میں علماء سلسلہ تربیتی مضامین پر تقاریر کرتے رہے۔ اس میں مقامی جماعت کے دوست اور غیر از جماعت افراد بھی شرکت کرتے رہے۔

(۵) معلمین میں مکرم سید احمد علی صاحب فاضل مربی سلسلہ۔ مولوی خورشید احمد صاحب فاضل چک منگلا مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل مجوکہ۔ چوہدری عبد الکریم صاحب شاہد مربی شامل رہے۔ اور نہایت اخلاص اور محبت سے پڑھاتے رہے۔

(۶) معلوماتی پروگرام کے ماتحت محترم چوہدری شبیر احمد صاحب بی اے وکیل المال اول تحریک جدید نے تحریک جدید کے نظام پر ۱۱/۹/۶۱ کو لیکچر دیا اور رات کو بیرونی مشنز کی سلائیڈز دکھائیں ۱۲/۹/۶۱ کو محترم میاں عبد الحق صاحب رامہ ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ نے "صدر انجمن احمدیہ کے نظام" پر لیکچر دیا۔ اور خدام کو سوالات کا موقعہ بھی دیا۔ مولوی سید احمد علی صاحب فاضل مربی سلسلہ نے خدام کو ایک ایک الہامی پیشگوئی حضرت مسیح موعود کی بیان کر کے اس کے پورا کرنے کے ثبوت پیش کرنے کے لئے دعوت دی۔ جس پر ۲۶ خدام واطفال نے ایک ایک الہامی پیشگوئی مع ثبوت بیان کی۔ ۱۴/۹/۶۱ کو "تحریک جدید کی مالی قربانیاں" کے عنوان پر مضمون نویسی کی دعوت دی گئی۔ جس میں ۲۰ خدام واطفال نے حصہ لیا۔

تربیتی کلاس میں مندرجہ ذیل علماء سلسلہ نے تقاریر فرمائیں:

تاریخ	مقرر	موضوع
۱۰/۹/۶۱	مولوی سید احمد علی صاحب فاضل۔	فضائل اسلام۔
"	مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل مجوکہ۔	اسلامی عبادات۔
۱۱/۹/۶۱	چوہدری شبیر احمد صاحب بی اے وکیل المال۔	ہمارے بیرونی مشنز (سلائیڈز کے ساتھ)
۱۲/۹/۶۱	مولانا ابو العطاء صاحب فاضل سابق مبلغ بلاد عربیہ:	احیاء اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام
۱۳/۹/۶۱	محترم مرزا عبد الحق صاحب صوبائی امیر۔	آئندہ نسل کی تربیت۔
۱۴/۹/۶۱	مولانا محمد یار صاحب عارف سابق مبلغ انگلستان۔	برکات خلافت۔
"	حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی تقریر در منشور کے ٹیپ ریکارڈ	
۱۵/۹/۶۱	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کی تقریر "تعلق باللہ" کا ٹیپ ریکارڈ سنایا گیا۔	

(۸) تربیتی کلاس میں شامل ہونے والے خدام واطفال ومعلمین کی رہائش وخوراک کا انتظام مجلس مقامی نے کیا۔ بفضلہ تعالے خدام ذوق وشوق سے خدمت بجالاتے رہے۔ یہ پروگرام ۱۶/۹/۶۱ تک جاری رہا۔

احباب کرام وبزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے تربیتی کلاس کے انعقاد کی اغراض کو پورا فرمائے۔ اور خدام کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین

(قائد علاقائی مجالس خدام الاحمدیہ سرگودھا ڈویژن)

حیاتِ طیبہ

سے متعلق حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری کی رائے کا خلاصہ

"یہ کتاب جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات و واقعات پر مشتمل مکرمی شیخ عبدالقادر صاحب فاضل کی تازہ تصنیف ہے ...... میں جناب مؤلف کو ایسی نفیس مفید اور مؤثر کتاب کی تالیف پر بڑی مسرت و بشاشت سے مبارکباد کہتا ہوں۔ اور ان کے لئے دعاء ہائے گوناگوں کے ساتھ یہ دعا بھی کرتا ہوں۔ کہ ——— اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

بفضلہ تعالیٰ میرے نزدیک "حیاتِ طیبہ" خورد سالوں، بسالخوردوں، واقفوں اور بیگانوں، بیگانوں سب کے لئے دلکشی اور فائدہ رسانی کے سامانوں سے اچھی طرح مامور ہے۔ نوجوان اسے پڑھ کر حالات و واقعات کی آگاہی سے لذت پائیں اور فائدہ اٹھائیں گے۔ بوڑھے کر اگلے گذشتہ کی یاد تازہ ہونے کی وجہ سے میری طرح محظوظ و مسرور ہو جائیں گے۔ ناواقف اسے پڑھ کر واقف اور واقف اس کے مطالعہ سے واقف تر بنیں گے۔ یگانوں کے ایمان اس کے مضامین سے تازہ اور قوی ہوں گے۔ اور بیگانوں کو اس امر کے مقابلہ و موازنہ کرنے کا خوب موقع ملے گا۔ کہ حضرت مقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت دعوے پر کتنے دلائل ساطعہ و شواہد بینہ موجود ہیں۔ اور حضور نے مخالفین کو سمجھانے اور ان سے فیصلہ کرنے اور ان پر محبت فرمانے کے لئے کیا کیا طریق پیش کئے اور انہیں کس کس طرح مقابلہ کے لئے بلایا۔ اور انہوں نے مقابلہ کے لئے بلائے جانے پر ہر مرتبہ کیا رنگ دکھایا ہے۔ ان تمام امور کا "حیاتِ طیبہ" میں نہایت وضاحت و صراحت سے منصف مزاج و حق پسند طالبان تحقیق کی نظر سے گذر جانا ان کے صحیح نتیجہ تک پہنچنے اور قطعی فیصلہ کرنے کا نہایت عمدہ ذریعہ ہے۔ فالحمد للہ تعالیٰ" مختار شاہجہانپوری

نوٹ:۔ کتاب مذکور سات روپے میں ربوہ کے ہر تاجر کتب سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

مصر کے آثار قدیمہ سے قبطی انجیل کی دریافت

(بقیہ صفحہ اول)

نے کی بعد ازاں قریشی محمد اسلم صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ بعدہ مکرم شیخ عبد القادر صاحب لائلپوری نے مقالہ پڑھا پہلے آپ نے بتایا کہ چند سال پیشتر مصر کے آثار قدیمہ سے قبطی زبان کے بعض مسودات برآمد ہوئے تھے جب یہ مسودات مصر کے میوزیم میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ مسودات تیسری یا چوتھی صدی عیسوی کے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں اور عیسائیوں کے باطنی فرقے کی لائبریری کا ایک حصہ ہیں۔ یہ سب مسودات قدیم قبطی زبان میں تھے۔ ان میں ایک بہت قدیمی انجیل کا نسخہ بھی تھا جو مسیح علیہ السلام کے حواری تھوما کی طرف منسوب تھا۔ پانچ محققین نے بڑی محنت سے اس کا انگریزی میں ترجمہ کر کے اسے ۱۹۵۹ میں شائع کر دیا ہے۔ یہ انجیل تمام تر مسیح علیہ السلام کے اقوال پر مشتمل ہے۔ محققین کا خیال ہے کہ متی نے ابتداً جو اقوال مرتب کئے تھے اور جو بعد میں نایاب ہو گئے یہ انجیل دراصل انہی اقوال پر مشتمل ہے۔ آپ نے ان اقوال میں سے بالخصوص وہ اقوال پڑھ کر سنائے۔ جن میں فلسطین سے مسیح علیہ السلام کی ہجرت کا ذکر ہے۔ اس کے بعد آپ نے خاصی تفصیل سے وہ اقوال پیش کئے جو مروجہ اناجیل میں موجود نہیں ہیں اور پہلی بار اس قبطی انجیل کے ذریعے دنیا کو معلوم ہوئے ہیں۔

آخر میں سوالات کا موقع دیا گیا چنانچہ خاصی دیر تک سوال و جواب کا دلچسپ سلسلہ جاری رہا۔ آخر میں صاحب صدر کی درخواست پر محترم شیخ صاحب موصوف نے ہی اجتماعی دعا کرائی۔ اور یوں یہ بابرکت اجلاس اختتام پذیر ہوا۔